بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۷/۷۳ | ہفتہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ ہجری قمری | ۱۶ احسان ۱۳۶۳ ہش | ۱۶ جون ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

۱۶-۶-۸۴ احسان/جون حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:

عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں اور فضلوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ارشاداتِ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امامِ جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

رمضان شریف بے انتہا کمزوریاں دُور کرتا اور بے انتہا نعمتیں عطا فرماتا ہے

سچے شکر کی تعلیم رمضان دیتا ہے ایک ایک گھونٹ پر اللہ کے احسان یاد آتے ہیں!

اپنی روح کو بھی اور جسم کو بھی خدا کے حضور پیش کر دیں پھر دیکھیں اللہ کے فضل کیسے نازل ہوتے ہیں

"رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے۔ رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاء ہے۔ رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے کر جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجۂ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجۂ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے باوجود بڑے ہی بدقسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں، رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو نہ چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ یہ ایسی بدقسمتی ہے کہ آپ کروڑوں مسکینوں کو بھی کھانا کھلا دیں تو بھی یہ نیکی اس نعمت کی محرومی کا بدلہ نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ہر وہ احمدی جو استطاعت رکھتا ہے اور اپنے نفس کا تجزیہ کر کے جانتا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ صرف کمزوری محسوس کر رہا ہے، اس کو لازماً آگے بڑھنا چاہئے اور روزے رکھنے چاہئیں۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ چند گنتی کے دن ہیں۔ اس کی سختیوں کا پتہ بھی نہیں لگتا کہ کب گزر گئیں۔ اور سختیاں ایسی ہیں جو انسان کے بدن کو ہلکا کرتی چلی جاتی ہیں۔ جسم بھی ہلکے ہوتے چلے جاتے ہیں، روح بھی ہلکی ہوتی چلی جاتی ہے اور انسان زیادہ تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھاتا ہے۔ رمضان کے بعد ہر روزہ رکھنے والا یہ جانتا اور محسوس کرتا ہے کہ اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہوتا تو پتہ نہیں وہ کس ذلت میں پڑا ہوا ہوتا۔ رمضان شریف بے انتہا کمزوریاں دُور کر جاتا ہے اور بے انتہا نعمتیں عطا فرما دیتا ہے۔ روزے میں سے گزرنے کے بعد جس طرح ہلکے پھلکے بدن کے ساتھ انسان قدم اٹھاتا ہے، روزہ نہ رکھنے والے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پھر کھانے کا مزا آتا ہے۔ پینے کا مزا آتا ہے۔ یعنی روحانی لذتیں تو الگ رہیں مادی لحاظ سے بھی رمضان میں سے گزرے بغیر اور اس کا حق ادا کئے بغیر انسان کو یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ پانی میں کیا لذت ہے اور کھانے میں کیا لذت ہے؟ روزہ دار کو صبح شام تھوڑا سا اس کا اندازہ ہوتا ہے، لیکن رمضان کے بعد کہ جب چاہو، جو چاہو پی لو، جو چاہو کھا لو، یہ احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں کہ بڑی ناشکری ہے جو ہم شکر کئے بغیر ان سے گزرتے ہیں۔

اس لئے سچے شکر کی تعلیم بھی رمضان شریف دیتا ہے۔ ایک ایک گھونٹ (باقی صفحہ ۵ پر)

حضرت سیدہ نصیر بیگم صاحبہ

انتقال فرما گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

ربوہ۔ ۱۶ احسان/جون۔ احباب جماعت کو نہایت افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سابق ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کی بیگم صاحبہ اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ و ناظر خدمت درویشان اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر تعلیم کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۸۴ء کی شب نو بج کر پانچ منٹ پر وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحومہ موصوفہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ کے برادر نسبتی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید عالم اور بزرگ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رحمہ اللہ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں آپ کی عمر تقریباً ۷۳ سال تھی۔ مرحومہ بڑے عرصہ سے بیمار تھیں چند ماہ سے طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی۔ ہر ممکن علاج کے باوجود بالآخر خدائی تقدیر غالب آئی اور سیدہ موصوفہ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ نماز جنازہ آج بعد از نماز عصر احاطہ بہشتی مقبرہ میں ادا کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آپ کے ساتھ۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۱۶ احسان ۱۳۶۳ ہش

حکیمِ مطلق کا مقرر کردہ ایک خاص قانونِ قدرت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت اعلیٰ طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اسے جملہ مخلوقات میں شرف اور بزرگی عطا کی ہے۔ اس کے باوجود بسا اوقات ہوتا یہ ہے کہ وہ ترقی کرنے کی بجائے بدترین حالت میں اپنے آپ کو گرا لیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُس کی اِس مخصوص کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ (التین آیات ۵،۶)

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اس کو ادنےٰ درجوں سے بھی بدتر درجہ کی طرف لوٹا دیا۔

اِس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کرنے کے باوجود اُس کی فطرت میں کمزوری بھی ودیعت کی ہے۔ جیسا کہ آیۂ کریمہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (النساء آیت ۲۹) سے ظاہر ہے۔ اِس فطری کمزوری کی وجہ سے اُس میں جلد بازی پائی جاتی ہے وہ سخت جھگڑالو واقع ہوا ہے، زن و مال کی محبت میں گرفتار ہو کر اعتدال کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اعلیٰ درجہ کی صلاحیتوں، طاقتوں اور قویٰ کے ساتھ ساتھ اس کی فطرت کے کمزور پہلوؤں کا بھی قرآن مجید میں بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ انسان اِن فطری کمزوریوں کا شکار ہو کر اَسفل سٰفلین میں جا گرتا ہے۔

انسان کی فطرت میں کمزوری اللہ تعالیٰ نے اِس لئے ودیعت کی ہے کہ وہ اپنی حقیقت اور اصلیت پر غور کر کے اپنے خالق و مالک کی طرف رجوع کرے اور اس سے مدد کا طالب ہو کر اپنی فطری کمزوری کے منفی اثر سے محفوظ ہو اور خدا تعالیٰ کی ہدایت اور راہنمائی میں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور قویٰ کی نشوونما کر کے دینی اور دنیوی ترقیات حاصل کرے۔ اِس کے بغیر وہ اپنی پیدائش کے مقصد یعنی عبودیتِ کاملہ کو پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اعلیٰ صلاحیتوں اور طاقتوں کے ساتھ ساتھ انسان کی فطرت میں کمزوری ودیعت کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ کمزوری اسے یاد دلاتی اور باور کراتی رہے کہ وہ ہر گھڑی اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اس کی مدد اور حفاظت کا محتاج ہے۔ اُس کی ربوبیت، مدد اور حفاظت کے بغیر وہ اپنی صلاحیتوں کو صحیح رنگ میں بروئے کار نہیں لا سکتا اور دین و دنیا میں حقیقی ترقی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور اس سے فضل اور رحمت کا طالب نہیں ہوگا تو پھر وہ اسفل سٰفلین میں جا گرے گا۔

انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور اس سے مدد طلب کرنے کے جو ذرائع اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان میں سے ایک اہم ذریعہ دعا بھی ہے اسے اس نے حصولِ فضل کا اقرب طریق قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن آیت ۶۱) یعنی یہ کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور اپنی قدرتِ کاملہ سے تمہاری مرادیں پوری کر دکھاؤں گا۔ دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ دعا کرنے والا اپنی فطری کمزوری اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والی خامیوں اور خرابیوں پر قابو پا کر صحیح راہ عمل اختیار کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ فضل اسے دینی اور دنیوی ترقیات سے مالا مال کر دکھاتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس امر کو واضح فرمایا ہے کہ انسانی تدبیر کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے یہ قانونِ قدرت مقرر کر رکھا ہے کہ جب انسان حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے دعا کے ذریعہ اُس سے مدد کا طالب ہو تو وہ اس کی دستگیری فرماتا ہے اور منزلِ مقصود تک پہنچنا اس کے لئے آسان کر دیتا ہے۔ اِسی صورت میں وہ احسن تقویم کے امتیازی مقام پر قائم رہ سکتا ہے اور اسفل سٰفلین میں گرنے سے کلی طور پر محفوظ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس اس قانونِ قدرت اور اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اُس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانونِ قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اُس کی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا پورے پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضانِ الٰہی انکی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ہر یک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ سچی عبودیت اس کو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہیئے۔ یہ سچی عبودیت کا جوش ہر یک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطری سادگی پر قائم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے ..... اس انکساری اور فروتنی کی وجہ سے (انسان) اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پا دے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۵۵ حاشیہ)

(باقی صفحہ ۷ پر)

غزل

موت ہے نہ حیات ہے یارو
ایک مولےٰ کی ذات ہے یارو

ہاتھ میں جس کے ہاتھ ہے یارو
وہ بڑا خوش صفات ہے یارو

جا رہی ہے جو شہرِ جاناں کو
یہی راہِ نجات ہے یارو

آج بھی دشت کے مسافر پر
بند نہرِ فرات ہے یارو

چُن لیا اُس نے ہم فقیروں کو
"اپنی اپنی برات ہے یارو"

پھر وہی دن ہیں اور وہی راتیں
"پھر وہی التفات ہے یارو"

آج کا دن ہے وصلِ یار کا دن
آج کی رات۔ رات ہے یارو

چھٹنے والے ہیں ظلم کے بادل
ایک دو دن کی بات ہے یارو

کس لئے موت سے ڈراتے ہو
موت بھی تو حیات ہے یارو

اپنے بیگانے سب خلاف سہی
یار تو اپنے ساتھ ہے یارو

عشق کی جیت ہونے والی ہے
عقل کی بازی مات ہے یارو

عقل کیا زیست کا پتہ دیگی
یہ تو خود بے ثبات ہے یارو

آؤ مضطر کا ذکرِ خیر کریں
مر کے بھی جو حیات ہے یارو

(محمد علی چوہدری سابق پرنسپل گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالعہ قرآن

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا ایمان افروز منظر

۲۴ رمضان المبارک کو نزولِ قرآن کا آغاز

(مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر مربی سلسلہ ربوہ)

قرآن کریم کے نزول کی تاریخ ۲۴ رمضان المبارک ہے۔ نزول قرآن دنیا کا ایسا اہم ترین واقعہ ہے جو تاریخ ساز بھی ہے اور عہد آفرین بھی جس رات قرآن کریم نازل ہوا اسے قرآن کریم نے لیلۃ مبارکۃ (مبارک رات) اور لیلۃ القدر (شب قدر) کے نام سے موسوم کیا ہے حضرت رسول انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء میں خدا تعالےٰ کے حضور مراقبہ کی حالت میں تھے۔ خدائے عزوجل کے جلال وجمال حسن و نور کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ دیکھا کہ آپ کے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام کھڑے ہیں اور آپ کو خدا تعالےٰ کا یہ پیغام دے رہے ہیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

(علق: ۲ تا ۶)

اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے اشیاء کو پیدا کیا۔ اور جس نے انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کو پڑھ کر سنا تا رہ کیونکہ تیرا رب بڑا کریم ہے اور جس نے قلم کے ذریعہ وہ علم سکھایا ہے جو انسان پہلے نہیں جانتا تھا۔

ان آیات میں یہ واضح پیشگوئی تھی کہ حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کائنات میں توحید کی اشاعت ہوگی شرک ختم ہو جائے گا اور قرآن کریم کے ذریعہ سے علم کی عام اشاعت ہوگی۔

یہ وہ ابتدائی آیات ہیں جن کے ذریعہ نزول قرآن کا آغاز ہوا۔ چونکہ یہ واقعہ غیر معمولی نوعیت کا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے نکل کر گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

زملونی زملونی۔ مجھ پر کپڑا اڑھا دو مجھ پر کپڑا اڑھاؤ۔ چند لمحات کے بعد آپ کو سکون حاصل ہوا تو آپ نے اس حیرت انگیز واقعہ کا بنداء تا انتہا سنایا۔ خدا تعالےٰ کے جمال اس کی ہیبت اور ملکوتی تصرفات کا آپ پر اتنا اثر تھا کہ حضرت خدیجہ رضؓ نے آپ کی اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا۔

"بخدا آپ ہرگز خوف نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں غرباء یتامیٰ کی خبر گیری کرتے ہیں۔ مساکین کے لئے کام کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ مصائب و آلام میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"

-: (۲) :-

قرآن کریم ۲۲ سال ۵ ماہ اور چودہ دن تک نازل ہوتا رہا۔ اور یہ قرآن مجید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت کا دائمی معجزہ ہے اور اس کا ہر لفظ حضرت سرورِ کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے جلال وجمال کا شاہد ناطق ہے۔ قرآن مجید کی معجزانہ شان کے کئی پہلو ہیں اور ہر پہلو اپنی ذات میں کمال کی حیثیت کا حامل ہے قرآن کا ایک اعجاز اس کی وہ معرکہ آراء پیشگوئیاں ہیں جن کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے اور وہ آج تک من وعن پوری ہو رہی ہیں۔ بعض علماء اور اکابرین نے تحریر کیا ہے کہ قرآن کریم کا اعجاز اس کے حسنِ تالیف میں مضمر ہے یعنی اس کے مفردات میں بلند ترین ترجمانی کی روح پائی جاتی ہے اور اس میں عظیم فلسفہ ہے اور اس کے کلمات میں حکمت موجود ہے۔

؎ بہار جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں

ایک وجہ اعجاز یہ بیان کی گئی ہے کہ قرآن کریم نے گذشتہ اقوام و ملل کے حالات اور کوائف کو بیان کیا ہے۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ قرآنی بلاغت و فصاحت اعجاز کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ قرآن کریم کے اسالیب بیانیہ تمام مروجہ اسالیب سے مختلف ہیں اور ان میں تنوع ہے اور قرآنی اسالیب بیانیہ نمایاں جدت اور جاذبیت کو لئے ہوئے ہیں اور ان کی تاثیر ساحرانہ ہے۔ قرآن کریم نے اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن ایک ایسا عظیم معجزہ ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے پرشوکت الفاظ میں تحدّی کے طور پر کیا ہے اور اعلان فرمایا کہ اس کی نظیر بنانے سے دنیا ہمیشہ عاجز رہے گی چنانچہ ارشاد باری ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

(بنی اسرائیل ۸۹)

اے رسول تو اعلان عام کر دے کہ اگر سب عوام و خواص اکٹھے ہو کر چاہیں کہ وہ اس جیسا قرآن لے آئیں تو وہ ہرگز ہرگز نہیں لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی باہمی مدد بھی کریں۔

-: (۳) :-

جملہ صحائف سماویہ میں قرآن مجید کو یہ نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے کہ وہ قرآنی پیشگوئی کے مطابق ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدا تعالےٰ نے دائمی کر رکھی ہے چنانچہ فرمایا:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

(حجر۔ ۱۰)

یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے

ان الفاظ میں قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالےٰ نے لیا ہے اور اس کی ظاہری حفاظت کا ایک انتظام اور ذریعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی حفاظ اور عشاق کے سینوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے چنانچہ رمضان المبارک میں اس کا ایمان افروز منظر دیکھنے میں آتا ہے خانہ خدا میں حفاظ قرآن کریم روانی سے سناتے ہیں۔ ریکارڈ یہ ہے کہ ۹ سال کا بچہ محراب میں کھڑے ہو کر قرآن کریم الفاتحہ سے الناس تک بڑی روانی سے سنا دیتا ہے۔ آج ہر حافظ قرآن قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی شہادت دے رہا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ برحق ہے۔

اللہ اکبر! سبحان اللہ!!

قرآن کریم ہزاروں سینوں میں محفوظ ہے اور یہ اعزاز اور شرف صرف قرآن کریم کو ہی حاصل ہے۔ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی ترکیب و تالیف اور اسکے الفاظ کی ترتیب و موزونیت اس قسم کی بنائی ہے کہ قرآن مجید کو حفظ کر لینا آسان ہے۔ قرآن کریم کی آیات قدرتی اور فطرتی روحانی ترنم اور سوز و ساز رکھتی ہیں اور زبان پر اس کا آنا نہ صرف آسان ہو جاتا ہے بلکہ دماغ اس کی ادائیگی میں ممد ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس لسانی خصوصیت کا ذکر یوں کرتا ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

(القمر: ۲۳)

ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے۔

یہ ایک معجزانہ خصوصیت ہے کہ اتنی بڑی آسمانی کتاب یاد کرنے والوں کو غیر معمولی سرعت اور آسانی سے یاد ہو جاتی ہے اور حفاظ اس کو بالترتیب یاد کر لیتے ہیں۔

-: (۴) :-

مصر کے مشہور سکالر ڈاکٹر فواد عبدالباقی نے قرآن مجید کی آیات کی ڈکشنری تیار کی ہے۔ آپ نے اس ڈکشنری مذکور کے اختتام پر ایک فہرست دی ہے۔ جس کا عنوان ہے قرآن: ایک نظر میں۔ قارئین الفضل کے ازدیاد علم کے لئے یہ حصہ ذیل میں درج ہے۔

پہلی وحی:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ"

(سورۃ علق۔ آیت ۱ تا ۵)

آخری وحی:

"وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ" (البقرۃ: ۲۸۱)

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"

(المائدہ: ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کاتبانِ وحی:

کم و بیش ۴۰ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

قرآن کی مدّتِ نزول:

تقریباً ۲۲ سال، ۵ ماہ، ۱۴ دن۔

عمومی تقسیم:

پارے: ۳۰، منزلیں: ۷
سورتیں: ۱۱۴، رکوع: ۵۴۰
آیات: ۶۶۶۶
سجدہ ہائے تلاوت: متفق علیہ ۱۴، مختلف فیہ ۱
کلمات: ۸۶۴۳۰
حروف: ۳۲۳۷۶۰

منازل کی تقسیم:

سورۃ فاتحہ تا	سورۃ نساء
" مائدہ تا	" توبہ
" یونس تا	" نحل
" بنی اسرائیل تا	" فرقان
" شعراء تا	" یٰسٓ
" والصّٰفّٰت تا	" حجرات
" قٓ تا	" الناس

مضامین:

علم عقائد — علم احکام
تذکیر باللہ — تذکیر بایام اللہ
تذکیر بالموت وما بعدہٗ

اقسامِ آیات:

آیاتِ وعدہ	۱۰۰۰
آیاتِ وعید	۱۰۰۰
آیاتِ نہی	۱۰۰۰
آیاتِ امر	۱۰۰۰
آیاتِ مثال	۱۰۰۰
آیاتِ قصص	۱۰۰۰
آیاتِ تحلیل	۲۵۰
آیاتِ تحریم	۲۵۰
آیاتِ تسبیح	۱۰۰
آیاتِ متفرقہ	۶۶

تفصیل حرکات (اعراب)

ضمات (پیش) ـُ	۸۸۰۴
فتحات (زبر) ـَ	۵۳۲۲۳
کسرات (زیر) ـِ	۳۹۵۸۲
مدات (ـٓ)	۱۷۷۱
تشدید (شد) ّ	۱۲۷۴
نقاط (نقطے) ۰	۱۰۵۶۸۴

تفصیل حروف تہجی:

ا	۴۸۸۷۲
ب	۱۱۴۲۸
ت	۱۱۹۹
ث	۱۲۷۶
ج	۳۲۷۳
ح	۹۷۳
خ	۲۴۱۶
د	۵۶۰۲
ذ	۴۶۷۷
ر	۱۱۷۹۳
ز	۱۵۹۰
س	۵۹۹۱
ش	۲۱۱۵
ص	۲۰۱۲
ض	۱۳۰۷
ط	۱۲۷۷
ظ	۸۴۲
ع	۹۲۲۰
غ	۲۲۰۸
ف	۸۴۹۹
ق	۶۸۱۳
ک	۹۵۰۰
ل	۳۴۳۲
م	۳۶۵۳۵
ن	۴۰۱۹۰
و	۲۵۵۳۶
ہ	۱۹۰۷۰
لا	۳۷۲۰
ی	۴۵۹۱۹

دعائے نعم البدل *

خاکسار کی ہمشیرہ اقبال احسن کا نواسہ ظفر بیمار رہ کر ماہ مئی کے آخر میں اسلام آباد میں وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
احباب سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو صبرِ جمیل اور نعم البدل سے نوازے اور بچے کی مغفرت فرمائے۔ نیز خاکسار اپنے بیوی بچوں کے لیے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے۔
(ریاض احمد۔ کارکن صدر سالانہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

"بقیہ انتقال" صفحہ اوّل

مغفرت کا معاملہ کرے اور اپنے فضل و رحمت کے سائے میں جنت الفردوس میں آپ کے درجات قرب کو ہر لمحہ بڑھاتا چلا جائے نیز آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین!

تکبّر

حضرت اقدس فرماتے ہیں:-
"تکبر اور شرارت بُری بات ہے۔ ایک ذرا سی بات سے ستر برس کے عمل ضائع جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی۔ ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی۔ یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اس کا سارا ولی نما چھین لیا۔ آخر وہ بہت سا غمگین ہوا اور کسی بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کو پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔" (ملفوظات جلد ششم ص۵۷)

مطالباتِ تحریک جدید۔ سادہ زندگی

زیور "جو عورتیں اس عہد میں اپنے آپ کو شامل کرنا چاہیں وہ کوئی نیا زیور نہیں بنوائیں گی اور جو مرد اس میں شامل ہیں وہ بھی عہد کریں کہ عورتوں کو نیا زیور بنوا کر نہیں دیں گے پرانے زیور کو تڑوا کر نیا بنوانے کی بھی ممانعت ہے۔ لیکن ٹوٹے ہوئے زیور کی مرمت جائز ہے۔"

زیور کے نقصانات! "درحقیقت زیور اقتصادی لحاظ سے ایک نہایت ہی مُضر چیز ہے کیونکہ اس میں قوم کا روپیہ بغیر کسی فائدہ کے پھنس جاتا ہے اور دراصل یہ ہی وہ سونا چاندی اکٹھا کرتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ سونا چاندی اکٹھا کرتے ہیں قیامت کے دن اس سونے اور چاندی کو گرم کر کے ان کے جسم پر داغ لگایا جائے گا ..... اس لیے زیورات کی کثرت بھی ناپسندیدہ امر ہے۔ ہاں عورت کی اس کمزوری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ وہ زیور کو پسند کرتی ہے جس کا قرآن کریم نے بھی یُنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ میں ذکر فرمایا ہے اسے تھوڑا سا زیور پہننے کی اجازت ہے ..... زیورات ملک کی صنعت و حرفت کی ترقی میں سخت روک ہیں۔ ایک عورت اگر اپنے پاس دس ہزار روپے کا زیور بھی رکھ لیتی ہے تو اس کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ دس ہزار روپیہ تجارت میں لگا دیتی ہے اور پندرہ بیس آدمی پرورش پا جاتے ہیں تو اس سے ملک اور قوم کو بڑا فائدہ پہنچے گا ..... پس زیورات کے بنوانے میں جس قدر احتیاط کی جا سکے وہ نہ صرف امارت و عزت کا امتیاز دور کرنے کے لیے نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کے لیے بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔" (خطبہ جمعہ ۳ فروری ۱۹۳۸ء)
(قیادت تحریک جدید۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

الفضل نہ ملنے کی شکایات

امراء و صدر صاحبان متوجہ ہوں

جملہ امراء صاحبان اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ بعض مقامات سے الفضل اخبار کے نہ ملنے کی شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے بقیہ مقامات پر بھی الفضل کے پہنچنے سے متعلق تشویش ہے۔ اس لیے امراء کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہِ کرم اپنی جماعتوں میں یہ اعلان کروا دیں کہ جن احباب کو اخبار الفضل نہیں مل رہا وہ دفتر الفضل سے رابطہ پیدا کریں تاکہ اس کا کوئی حل نکالا جا سکے۔
۲۔ امراء کرام کی خدمت میں یہ بھی درخواست ہے کہ اگر ان کے حلقہ جات میں پرچہ تسلی بخش طور پر نہیں مل رہا تو اس بارہ میں اپنی تجویز سے بھی آگاہ فرمائیں کہ اس مشکل کے حل کے لیے کیا صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔
(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

میرے پیارے ابّا جان مرحوم

(مکرم مولانا محمد منور صاحب)

میرے پیارے ابا جان جو "بابو غلام احمد احمدی" کے نام سے مشہور تھے صرف میرے والد ہی نہیں تھے۔ میرے مربی۔ میرے استاد اور میرے ہمدرد دوست بھی تھے۔ ۲ مئی ۱۹۸۴ء کو ۸۴ سال کی عمر میں ان کی وفات سرائے مہر سدھو ضلع ملتان میں بدھ کے روز ہوئی اور اگلے روز انہیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے انتقال سے میں ایک عظیم محسن و مربی سے محروم ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے میرے درد کا مداوا فرمائے اور ابا جان کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلند تر کرتا جائے۔ آمین!

اپنی والدہ کا میں اکلوتا فرزند تھا۔ میرے مشرقی افریقہ چلے جانے کے بعد ابا جان نے دوسری شادی کی۔ واپس آ کر جب میں نے شادی کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔ آپ جیسی اولاد کی خواہش نے مجھے یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا۔ دوسری شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو تین ہفتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا اور میں پھر اکیلا رہ گیا۔ اس کے بعد دوسری شادی سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

شروع سے آخر تک ابا جان کی توجہ میری تربیت۔ تعلیم اور خدمت پر مرکوز رہی۔ ڈاک خانہ میں پوری ڈیوٹی دینے کے بعد گھر آ کر وہ مجھے دینی اور درسی کتب پڑھاتے۔ الفضل سناتے اور نماز باجماعت میں شامل رکھتے۔ فجر کی نماز کے بعد اپنے ہمراہ سیر کو لے جاتے اور قرآنی دعائیں۔ سورتیں اور انگریزی الفاظ کے لہجے زبانی یاد کراتے۔ نویں جماعت سے میں نے عربی کا مضمون لے لیا تھا۔ ابا جان عربی حرف کی گردانیں مجھے زبانی یاد کروا دیتے۔ اردو۔ انگریزی۔ فارسی اور عربی میں نے ابا جان سے سیکھی۔ ابا جان خود دسویں جماعت پاس تھے۔ جب میں نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو فرمایا کہ جتنا علم میں نے سکول میں حاصل کیا تھا وہ آپ کو پڑھا دیا ہے۔ کالج کی تعلیم اب آپ اپنی ہمت، محنت اور ہمت سے حاصل کرنی ہے۔

جب میں نے ایف اے کرنے کے دو سال بعد مولوی فاضل کا امتحان دیا تو حضرت فضل عمر نے جماعت کے نوجوانوں کو دین کی خدمت کے لئے زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ میں نے ابا جان سے اجازت لینا چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے معاوضہ لے کر دین کی خدمت مناسب نہیں۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ سرکاری ملازمت اختیار کر کے دین کی بے لوث خدمت کی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ جس رنگ میں آپ نے میری تربیت کی ہے اور جس قسم کے دینی ماحول میں آپ نے مجھے بھجوایا ہے اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی زندگی اپنے امام کے حضور پیش کر دوں۔

مولوی فاضل پاس کرنے سے ایک سال قبل ابا جان نے میری شادی کرا دی تھی۔ وقف کرنے کے بعد اگرچہ مجھے تحریک جدید کی طرف سے وظیفہ ملتا تھا۔ تاہم ابا جان ہماری مسلسل مالی امداد کرتے رہے۔

ابا جان کی یہ بڑی پیاری عادت تھی کہ بچپن ہی سے مجھے آپ کہہ کر مخاطب فرماتے۔ جب میں بیرون ملک دینی خدمت سے وطن واپس آتا تو مجھے 'مولوی صاحب' کہہ کر یاد فرماتے اور اس طرح میری خدمت میں لگ جاتے کہ گویا میں ان کے لئے قابل احترام بزرگ ہوں۔ ابا جان ہمیشہ میری اور میرے اہل و عیال کی خدمت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں ساٹھ سال کی عمر کے بعد ریٹائر ہو کر پنشنر بن گیا۔ نائیجیریا سے واپسی پر مجھے چودہ ماہ بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور مجھے ان کی خدمت کرنے کا کوئی قابل ذکر موقع نہ مل سکا۔ انہیں خدمت کرنے میں فرحت حاصل ہوتی تھی۔ کرانے میں نہیں!

اپنی وفات کے بارہ میں ابا جان کو دو تین بار واضح اشارے ہوئے۔ جب بھی ایسا ہوتا وہ مجھے مطلع فرماتے۔ معاً میرے دل میں حسرت پیدا ہوتی کہ میں تو ان کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ سارا عرصہ وطن سے باہر گزرا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور بڑے الحاح سے دعا کرتا کہ ابا جان کی عمر میں اضافہ کیا جائے اور وفات کی گھڑی میں اتنی تاخیر ہو جائے کہ میں ان کی خدمت میں رہ کر توشہ آخرت جمع کر سکوں۔ ابا جان کو بھی لکھ دیتا کہ آپ کی مدت حیات میں توسیع کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست بھجوا دی ہے۔ اس لئے آپ تسلی رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ملاقات ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ میری وطن واپسی تک ابا جان کی عمر میں اضافہ ہوتا رہا اور بائیس سال تک انہیں محکمہ کی طرف سے پنشن ملتی رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ابا جان بیعت الٰہی احمدی تو نہیں تھے لیکن جب انہوں نے ہوش و حواس کی دنیا میں قدم رکھا تو احمدیت گھر میں موجود تھی۔ ان کے والد صاحب نے ایک رویا کی بنا پر قتال پور سے قادیان جا کر حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ حضرت دادا جان نے بکریاں پالی ہوئی تھیں۔ بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے انہیں چرانا ابا جان کے سپرد تھا۔ چند سال انہوں نے یہ فرض خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ قریباً دس سال کی عمر میں ایک روز انہوں نے اپنا ریوڑ اپنے ایک دوست کے سپرد کیا اور خود گنڈ سرگانہ کے پرائمری سکول میں داخل ہونے کے لئے چلے گئے۔ سکول کے اول مدرس صاحب سے جب انہوں نے اپنے شوق کا اظہار کیا اور اپنے والد محترم کا نام بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ حضرت دادا جان کے دوست تھے۔ استاد صاحب نے خوب حوصلہ افزائی کی اور باقاعدگی سے تعلیم جاری رکھنے کی نصیحت کی۔ شام کو ابا جان کی پیشی ہو گئی۔ حضرت دادا جان نے سنجیدگی سے دریافت فرمایا کہ اگر واقعی تعلیم کا شوق ہے تو لگاتار محنت کرنا ہو گی اور اس صورت میں بکریوں کی خبر گیری نہ ہو سکنے کی وجہ سے انہیں فروخت کرنا ہو گا۔ یہ لمحہ ابا جان کی زندگی کے دھارے کو بالکل موڑ دینے والا ثابت ہوا۔ ابا جان نے پوری بشاشت قلبی سے تعلیم کے حصول کا بیڑا اٹھایا اور اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا۔

ابا جان نے پورے انہماک سے تعلیم حاصل کی اور اپنے ہم جماعتوں میں ہمیشہ نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ آٹھویں جماعت پاس کرنے پر سرکاری وظیفہ بھی حاصل کیا۔ مگر تعلیم جاری رکھنے کا امکان بہت کم تھا۔ حضرت دادا جان مزید خرچ کا بوجھ اٹھانے کے لئے تیار نہ تھے اور صرف وظیفہ پر گزارا مشکل تھا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ ملتان شہر جا کر کسی مخیر بزرگ کی سرپرستی میں تعلیم جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ ملتان پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ایک وکیل صاحب کچھ بچوں کی مالی مدد کرتے ہیں۔ ممکن ہے وہ مدد مند ہو جائیں۔ ان کا نام عبداللہ خان تھا اور بڑے وسیع القلب انسان تھے۔ ابا جان سے کوائف سن کر انہوں نے حامی بھر لی اور ابا جان نے نویں جماعت میں داخلہ لے لیا۔

ابا جان بچپن ہی سے پابند صوم و صلوٰۃ۔ تہجد گزار، دعا گو اور صداقت پھیلانے کے دھنی تھے۔ قرب و جوار میں رہنے والوں کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ نوجوان احمدی ہے۔ جناب وکیل صاحب نے ابا جان کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ فارغ وقت میں ان کے بچوں کو پڑھایا کریں۔ چنانچہ ابا جان نے یہ فریضہ احسن رنگ میں پورا کیا۔

جب ابا جان نے دسویں جماعت پاس کر لی تو وکیل صاحب نے اپنے اثر و رسوخ سے انہیں پٹواری مال کے طور پر ملازم کروا دیا۔ مگر اس ملازمت سے ابا جان خوش نہیں تھے۔ لوگوں نے ان کی ڈھارس یہ کہہ کر بندھائی کہ اس نوکری میں اوپر سے بہت آمدنی ہوتی ہے اور وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ اس سے ابا جان کو اور بھی نفرت ہو گئی اور وہ دل برداشتہ رہنے لگے۔

گاؤں کے رسم و رواج کے موافق ابا جان کی شادی بچپن ہی میں ہو گئی تھی۔ بالعموم ابا جان اکیلے ہی ملازمت پر رہتے تھے۔ میں اور میری والدہ قتال پور میں حضرت دادا جان کے پاس مقیم رہے۔

ابا جان کی صحت بہت اچھی تھی۔ ملازمت کا سارا عرصہ انہوں نے بہت کم رخصت لی، حالانکہ نہ طالب علمی کے زمانہ میں نہ ہی ملازمت کے دوران انہوں نے کسی کھیل میں حصہ لیا۔ گھر میں معمولی ورزش بلا ناغہ کرتے۔ صبح کی سیر کرتے اور غسل کر کے کام پر حاضر ہو جاتے۔ مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اردو اور انگریزی ڈکشنری بہت عمدہ اور موثر بناتے۔ اچھی تحریرات کے ذریعہ بھی خدمت خلق میں مصروف رہتے۔

ابا جان پانچوں نمازیں گھر میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ تہجد میں ناغہ نہ ہونے دیتے۔ رخصت کے روز اشراق کے نوافل بھی ادا کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت ان کا روزمرہ کا معمول تھا۔ جب قرآن مجید سامنے نہ ہوتا تو حفظ کردہ سورتوں کی دہرائی کرتے رہتے۔ سورہ یٰس، مزمل اور ملک کثرت سے پڑھتے اور فرماتے کہ سورہ یٰس سے میں نے بہت برکات حاصل کی ہیں۔ احمدیت کی فضاء میں آنکھیں کھولنے کی وجہ سے طبیعت شروع ہی سے عبادت کی طرف مائل تھی۔

میری پیدائش سے پہلے ابا جان نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا باغ ہے جس کے گیٹ پر ایک بورڈ آویزاں ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے "محمد منور"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ نام ابا جان نے پہلے پڑھا تھا نہ سنا تھا۔ اس کی تعبیر انہیں یہ سمجھائی گئی کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا یہ نام رکھا جائے گا۔ لیکن میری پیدائش کے وقت یہ خواب ذہن سے اوجھل ہو گئی اور ابا جان نے حضرت فضل عمر کی خدمت میں نام تجویز کرنے کی درخواست کی اور حضور نے "محمد عبداللہ" نام رکھا۔ چند سال میرا یہی نام رہا پھر حضور کی اجازت سے نام تبدیل کر دیا گیا۔

میرے بیٹے کی پیدائش سے قبل ابا جان نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے ہاں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب تشریف لاتے ہیں اور شیرینی تقسیم ہو رہی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوا تو ابا جان نے اس کا نام اس خواب کی بناء پر مبارک احمد رکھا۔

ابا جان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجتے اور فرماتے تھے کہ کئی بار انہیں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت ختم کر کے بھی لمبی لمبی دعائیں کرتے اور ان میں بڑی رقت کی آمیزش ہوتی تھی۔ خواب میں حضرت بانیٔ سلسلہ کی بھی زیارت ہوئی۔ اب جب کہ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے ربوہ تشریف نہ لا سکتے تھے تو میں نے خط کے ذریعہ انہیں تحریک کی کہ ایک بار قیادت احمدیت کے چوتھے شہسوار کی زیارت تو کر جائیں میں نے عرض کیا کہ حضور کے چہرہ مبارک سے آنکھ ہٹانے کو جی نہیں چاہتا۔ عجیب نورانیت کا جلوہ اور پرکشش پیاری شخصیت ہے۔ جواباً فرمایا کہ جسمانی آنکھوں سے تو زیارت مشکل ہے۔ لیکن خواب میں کئی بار حضور کی اقتداء میں پُر رقت نمازیں ادا کی ہیں اور عربی میں حضور نے بلند آواز سے جو دعائیں پڑھیں وہ بھی یاد ہیں اور اب ان کو اپنی دعاؤں کا حصہ بنا لیا ہے۔ عند الملاقات مجھے بھی وہ دعائیں بتائیں۔ ابا جان کو بکثرت سچی رؤیا آتی تھیں جن میں سے بعض کا ذکر مجھ سے بھی کر دیا کرتے تھے۔

مطالعہ اور عبادت کے علاوہ ابا جان کو صداقت کی اشاعت کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوا تھا۔ ہر حال میں یہ کام ابا جان فریضہ کے طور پر ادا کرتے اور اگر میں یہ کہوں کہ اشاعتِ حق ان کی فطرتِ ثانیہ تھی تو اس میں ہرگز کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ اس خدمت کے لیے انہیں علم عطا کیا گیا تھا۔ بڑی ٹھنڈی اور پُرسکون فطرت بخشی گئی تھی۔ اور ایک نہ ختم ہونے والا جذبہ ودیعت کیا گیا تھا۔ سخت کلامی کے جواب میں ابا جان کی طبیعت میں اشتعال یا خوف پیدا نہیں ہوتا تھا۔ نہایت تحمل، شفقت اور ہمدردی سے معقول گفتگو فرماتے چلے جاتے اور فریق ثانی کو قائل کر لیتے۔

بہاولپور میں ایک مشہور درس گاہ جامعہ عباسیہ تھی۔ اس کے طالب علموں میں ہمارے سلسلہ کے موجودہ مفتی جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب بھی تھے۔ محترم ملک صاحب موصوف نے (اللہ تعالیٰ انہیں دین کی خدمت والی لمبی عمر عطا فرمائے) احمدیت قبول کرنے کے بعد روزنامہ الفضل میں ایک مضمون "احمدیت کے اثر و نفوذ کی چند مثالیں" کے زیر عنوان سلسلہ وار لکھا اس میں یہ ذکر فرمایا کہ انکی احمدیت کے بارہ میں غور کرنے کی ایک وجہ ابا جان کا دینِ حق کے لیے جنون بھی تھا۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں اس بابرکت جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی۔

ابا جان کے ذریعہ قرآن مجید کے دو حافظ احمدیت کی نعمت سے متمتع ہوئے۔ ایک کا نام حافظ محمد پہلوان تھا۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ دوسرے کا نام حافظ یار محمد صاحب ہے اور وہ بقید حیات ہیں۔

وقف رخصت کے مرکزی مطالبہ کے ماتحت ابا جان نے چند ہفتے ویرووال ضلع امرتسر میں گزارے۔ بہت سے اور احباب بھی اس علاقہ میں اسی غرض کے لیے گئے ہوئے تھے۔ دوستوں نے ابا جان کے پُرسکون اور عالمانہ طریق کو پسند کیا۔ جناب عبدالحمید خان صاحب رئیس ویرووال تو ان سے بہت محبت کرنے لگ گئے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کے ذمہ معائنہ اور رہنمائی کی خدمت سپرد ہوئی تو ابا جان مختلف مراکز میں جا کر دوستوں کے کام کی نگرانی کرتے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ابا جان فیلڈ پوسٹ آفس کے ساتھ خدمات بجا لاتے رہے۔ بعض دفعہ میدان جنگ کے بہت قریب جانا پڑتا۔ حسن اتفاق سے جناب بابو فتح محمد صاحب شرما بھی ان کے ہمراہ ہوتے۔ دونوں مل کر روزانہ دعائیں کرتے۔ بلکہ دن کا آغاز ہی "یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی" والے دعائیہ اشعار سے کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنے فضل کے سایہ میں رکھا۔ بعض دفعہ گولے ان کے بنکر کے بالکل نزدیک آ کر پھٹتے۔ مگر یہ صحیح و سالم جنگ سے واپس آئے۔ ان خدمات کے دوران کلیان کیمپ، بمبئی اور مشرقی بنگال کے علاقوں میں رہے اور بنگالی، بہاری اور ہندوستانی علماء سے دوستانہ ماحول میں گفتگو کر کے اتمام حجت کرتے رہے۔

حضرت فضل عمر کی جلسہ سالانہ کی ایک تقریر سے متاثر ہو کر میں نے ابا جان کو وصیت کرنے کی تحریک کی۔ پہلے تو انہوں نے لکھا کہ میں بہت کمزور ہوں۔ وصیت کی شرائط پر پورا نہیں اترتا۔ مگر میری اس درخواست پر کہ وصیت بھی کمزوریاں دور کرنے اور تقویٰ کے اعلیٰ مقامات کے حصول میں مددگار ثابت ہوتی ہے وہ رضامند ہو گئے۔ اماں جی ان دنوں میرے پاس قادیان میں مقیم تھیں۔ ان کا حق مہر پچیس روپے تھا۔ میں نے ابا جان سے اس میں اضافہ کرنے کی درخواست کی اور حق مہر سو روپے ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے، میری اہلیہ نے اور والدین نے وصیت کر لی۔ اب والدین ربوہ میں بہشتی مقبرہ میں محو خواب ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ میری تحریک پر دونوں بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام حاصل ہوا۔

ملازمت کے دوران ابا جان کے ہاں مرکزی عہدیدار اور احباب مختلف اوقات میں تشریف لاتے۔ ان کی مہمان نوازی کا خاص خیال رکھا جاتا۔ حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب اور حضرت مولوی نظام الدین صاحب بھی اکثر تشریف لاتے۔

اپنے اقارب سے ابا جان کا معاملہ بڑا ہمدردانہ رہتا۔ چونکہ اپنے خاندان اور سسرال کے خاندان میں یہ سب سے پہلے تعلیم یافتہ فرد تھے اور اللہ تعالیٰ نے تعلیم کی اشاعت کا جذبہ بھی بے انداز بخشا تھا۔ اس لیے بھائیوں، بھتیجوں، ماموں زاد بھائیوں اور ان کی اولاد سے نہایت مشفقانہ سلوک کیا۔ تعلیم کے بعد ملازمت کے حصول میں امداد کی۔ بعض کی شادیوں کا بھی انتظام کیا۔ بعض عزیزوں کو تعلیم کے لیے ربوہ اور قادیان بھجوایا۔ اور ان کی جسمانی، عقلی اور روحانی بالیدگی کی سعی فرمائی۔

ایک طبیب نے ابا جان کو ایک زہریلا کشتہ دے دیا۔ اس کے استعمال کے ساتھ ہی بیماری کی علامات ظاہر ہو گئیں۔ فالج کا شدید حملہ ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور آپ جانبر ہو گئے۔ چلنا پھرنا بھی شروع کر دیا اور بظاہر صحت اچھی ہو گئی۔ جس دن فالج کا حملہ ہوا میں ان دنوں بیرون ملک تھا۔

۱۹۸۲ء میں جب ابا جان زیادہ بیمار ہوئے تو سرائے سدھو کی جماعت نے حضور کی خدمت میں ان کی صحت کے بارہ میں اطلاع بھجوائی۔ میں ان دنوں نائیجیریا میں تھا۔ حضور نے از راہ شفقت جناب امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان کو ارشاد فرمایا کہ ان کی نگہداشت کے لیے وقتاً فوقتاً دوستوں کو بھجوایا جائے۔ چنانچہ ان کی طرف سے رپورٹ ملنے پر حضور اس عاجز غلام کو ان کی صحت کی حالت سے مطلع فرماتے۔ اس محبت و شفقت کی مثال دوسری تنظیموں میں تلاش کرنا عبث ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت نظام کو تاقیامت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین!

مارچ ۱۹۸۳ء میں اپنی صحت کی خرابی کے باعث میں پاکستان آ گیا۔ جب بھی ابا جان سے ربوہ آنے کی درخواست کرتا تو جواب دیتے کہ یہاں تو میں آنے جانے والوں سے دینی باتیں کر کے اپنا فرض ادا کرتا رہتا ہوں۔ وہاں جا کر یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ ہمارے علاقہ کے لوگوں کا ہم پر حق ہے۔ میرا اپنا مشاہدہ بھی یہی تھا کہ عیادت کرنے والوں کو کچھ نہ کچھ مذہبی باتیں ضرور بتاتے رہتے تھے۔ اور جب لاٹھی لے کر چلنے کے قابل ہوتے تو ہمسایوں کے ہاں جا کر گھنٹہ دو گھنٹے کے لیے فرض کی بجا آوری ضرور کرتے۔

ابا جان نے دوسری شادی ۱۹۵۸ء میں کی تھی۔ وہ بیوہ تھیں اور کوئی اولاد زندہ نہ تھی۔ دوسری شادی سے بھی کوئی اولاد باقی نہیں۔ لیکن میری دوسری والدہ نے ربع صدی کا یہ عرصہ بڑی محبت، اطاعت اور خدمت میں گزارا۔ بالخصوص فالج کے حملے کے بعد انہوں نے ابا جان کی دن رات بے لوث خدمت اور دیکھ بھال کی اور ہر طرح آرام پہنچایا۔ ہم سے بھی بڑی محبت سے پیش آئیں اور خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اب پھر وہ بیوہ رہ گئی ہیں اور ہمارے پاس ربوہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بقیہ زندگی پُرسکون اور آرام دہ بنائے۔ ہمیں ان کی خدمت کی توفیق دے اور میرے والدین کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلند تر کرے۔ آمین!

تبدیلیٔ سائیکل

۳ جون کو میرا سہراب سائیکل (نیا) تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے سامنے کھو گیا ہے۔ کوئی صاحب لے گئے ہیں اور اپنا پرانا سائیکل چھوڑ گئے ہیں۔

جو صاحب سائیکل لے کر گئے ہیں۔ وہ میرا سائیکل واپس کر کے اپنا سائیکل لے جائیں۔

(عبدالرزاق قصوری ۵/۱۷ دارالرحمت وسطی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

فی زمانہ دنیا میں دیگر قوانین قدرت کو تو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ لیکن دعا اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر سے متعلق اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانونِ قدرت کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی۔ اسی لئے دنیا بے انداز مادی ترقی کے باوجود ہلاکت خیز ظلمت میں بھٹک رہی ہے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر کی نہ صرف حقیقی معرفت عطا کی ہے۔ بلکہ دعاؤں کی انقلاب انگیز تاثیر سے فائدہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے معجزانہ فضلوں کو جذب کرنے کا خاص جوش بھی بخشا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولائے کریم ہماری دعاؤں کو قبول فرما کر ہمیں اپنے غیر معمولی فضلوں کا مورد بناتا چلا آرہا ہے۔ وہ اب بھی ہمیں اپنے معجزانہ فضلوں سے نوازے گا اور ضرور نوازے گا اور مشکلات و مصائب کے بادلوں کو چھانٹ کر حقیقی امن و سکون اور خوشیوں اور راحتوں کے نور کو ہر طرف پھیلا دے گا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اس رمضان میں اپنی دعاؤں کو ان کے کمال تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا رکھیں۔

چندہ وقفِ جدید کے بارہ میں

نہایت ضروری اعلان

الحمد للہ کہ یہ نہایت ہی قیمتی ایام اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کے ساتھ پھر میسر آئے ہیں۔ احباب جماعت اور متعلقہ عہدیداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان ایام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیز آندھی سے بڑھ کر مال خرچ کر کے اور پوری جدوجہد سے کام لے کر زیادہ سے زیادہ برکتیں حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں اور دوہری دینی تحریکوں کے ساتھ وقفِ جدید کی نہایت ہی مبارک تحریک کو بھی خصوصی طور پر یاد رکھیں۔

رمضان المبارک میں چندہ وقفِ جدید کی سو فیصد ادا کرنے والوں کی فہرستیں ۲۲ رمضان تک دفتر وقفِ جدید میں پہنچ جانی چاہئیں تاکہ ۲۹ رمضان المبارک سے قبل مناسب وقت میں ایسے احباب اور عہدیداران کے لئے حضور کی خدمت میں خصوصی دعا کے لئے درخواست کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے آمین۔ (ناظم مال وقفِ جدید ربوہ)

دعائے مغفرت

خاکسار کے پھوپھا محترم چوہدری الہ دین صاحب گھگ آف گھوکی ضلع سکھر مورخہ ۸ جون ۱۹۸۴ء بروز جمعہ شام چھ بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔ مرحوم نہایت ہی مخلص احمدی بزرگ تھے۔ وفات کے وقت مرحوم نے اپنے پیچھے تین لڑکے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ جو کہ سب اللہ کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔ آپ سادہ زندگی گزارنے کو پسند فرماتے تھے۔ عفو و درگزر، رفق و مدارات تحمل اور برداشت جیسی صفات سے متصف تھے۔

اپنوں اور بیگانوں کی خیر خواہی اور مشکل حالت میں ہمیشہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والے تھے۔ مرحوم نے ساری زندگی نماز اور روزہ کبھی ترک نہ کیا۔ افرادِ خاندان حضرت اقدس اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(اعجاز احمد شاہد سرا - دریا خان مری سندھ)

ششماہی جائزہ برائے شعبۂ مال

(قسط آخری)

مندرجہ ذیل لجنات کی طرف سے چندہ ممبری لجنہ اجتماع لجنہ خدمت خلق۔ ناصرات ممبری اجتماع ناصرات قطعاً موصول نہیں ہوا۔ براہ کرم تمام ایسی لجنات خصوصی توجہ فرما کر اپنے چندہ جات جلد از جلد مرکز بھجوانے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء!

(سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

ضلع گلگت: گلگت

ضلع گوجرانوالہ: اروپ۔ بھڑی چیٹھہ۔ پھلوکی۔ پیرا کی۔ تلونڈی موسیٰ خاں۔ تتلے عالی۔ تولیکی۔ ٹھٹھہ راجیاں۔ جلہن۔ چھٹانوالی۔ جامعکے چیٹھہ۔ چھنی جاناں۔ چیانوالی۔ ہیڈ خانکی۔ دلاور چیمہ۔ دولوالی۔ ڈھونکی۔ ڈرھا نوالی۔ سکھیکی منڈی۔ سوہاواں۔ ڈھلواں۔ سڑک پورہ۔ علی پور چیٹھہ۔ قیام پور ورکاں۔ قلعہ سنگھیاں۔ کوٹ شیرا۔ کھوجیاں والا۔ کامونکی۔ کوٹ ہرا۔ لکھ کالو۔ کوٹ شاہ عالم۔ کھیلھکی۔ گوندلانوالہ لومیری والا۔ منڈیالہ وڑائچ۔ موہلن پوسڈوگراں۔ منصور والی۔ نوٹکے۔ رسول نگر۔

ضلع لاڑکانہ: انور آباد۔ کھنڈو۔ گوٹھ جام خاں چانڈیہ۔

ضلع لاہور: اڈہ چھبیل۔ اصل گرو کے۔ بابا پور۔ موہلن وال۔ لدھیکے نوی۔

ضلع لیہ: چک نمبر ۴۲۷۔ چک نمبر ۶۲۰/۳۰۸۔

ضلع مظفر گڑھ: بیٹ چین والا۔ جتوئی۔

ضلع ملتان: امین پور۔ باگڑ سرگانہ۔ چک نمبر ۵ درکھانہ۔ چک نمبر ۱۷۰/۳۸۔ چک نمبر ۳۱۶/۳۸۔ چک نمبر ۲۹۰/۳۸۔ حسن پور۔ سرائے سدھو۔ علی پور۔ قطب پور۔

ضلع میرپور: نگیال ریتال۔ باغ۔

ضلع نواب شاہ: گوٹھ شاہ دین۔ گوٹھ مولا بخش۔ گوٹھ عبدالسلام عمر۔

ضلع وہاڑی: چک نمبر ۲۱-۲۳۔ ۱۹۔ چک ۲۸۵ E-B

ضلع ہزارہ: داتہ۔ مانسہرہ۔ پھگلہ۔ مری پور۔

رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست ۲۷ تاریخ تک مکمل کر لی جائے

انشاء اللہ تعالیٰ امسال رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست ۲۷ رمضان کو مکمل کر لی جائے گی۔ چندہ تحریک جدید صد فیصد ادا کرنے والے مجاہدین کے لئے سیدنا و امامنا ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست انشاء اللہ ۲۸ رمضان المبارک کو بھجوا دی جائے گی۔

اپنے محبوب امام کی دعائیں حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مجاہدین اس مبارک فہرست میں شامل ہونے کی سعی بلیغ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(وکیل المال اول)

پیارے بچو!

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور معیاری اور خوشخط مضامین لکھ کر یکم جولائی ۱۹۸۴ء سے قبل مرکز میں ارسال فرمائیں۔

(سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ لکھنا ضروری ہے۔

ناظمین اطفال: اطفال سے زیادہ سے زیادہ مقالے لکھوا کر یکم جولائی تک مرکز میں ارسال فرمائیں! (سیکرٹری اشاعت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب ورک کی وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب ورک (آف سیالکوٹ حال وارد قادیان) ابن حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب مرحوم سیالکوٹی مورخہ ۱۰ جون ۸۴ بروز اتوار صبح تین بجے بعمر ۷۸ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے تھے۔ اور ربوہ میں رہائش پذیر تھے۔ مورخہ ۱۱ جون کو بعد نماز فجر احاطہ البیت المبارک میں محترم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے احباب کی ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اس لیے بعد میں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قریب بار ہوتے پر خاکسار نے دعا کرائی۔ مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب ورک بہت مخلص اور متدین انسان تھے۔ مزاج میں حاضر شگفتگی تھی۔ لمبی بیماری کے باوجود حوصلہ مند اور صابر و شاکر رہے۔ اور دعاؤں اور ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارا۔ آپ محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے بہنوئی تھے۔ اسی طرح حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مرحوم آپکے پھپھا تھے

آپ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ کے علاوہ چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں اور آگے ماشاء اللہ ان کی اولادیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے بیٹے مکرم سلمان ورک صاحب کراچی میں۔ مکرم عثمان ورک صاحب کینیڈا میں۔ مکرم خالد ورک اور مکرم حامد ورک صاحب اسلام آباد میں۔ مکرم شاہد ورک صاحب ملتان میں اور مکرم زاہد ورک صاحب بیرون ملک ہیں۔

ان کی تین بیٹیاں محترمہ زاہدہ نصیر صاحبہ۔ شاہدہ مجید صاحبہ اور راشدہ اسحاق صاحبہ ہیں۔ سوائے آخری بچی کے تمام بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم چوہدری صاحب کے درجات بلند فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ مرحوم کی نیکیوں کے تسلسل کو قائم رکھنے کی احسن رنگ میں توفیق مرحمت فرمائے۔ نیز مرحوم کی اہلیہ صاحبہ جو خود بھی ضعیف العمر اور بیمار ہیں اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور اس صدمہ کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

(محمد شفیع اشرف۔ ناظر امور عامہ ربوہ)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں:

خوشخبری

انتظار کی گھڑیاں ختم

عید الفطر کے مبارک موقعہ پر

ہم درج ذیل اعلیٰ اور دیدہ زیب سامان کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کر رہے ہیں جو ارزاں اور نفیس بھی ہے۔

خوشنما رنگوں اور ڈیزائنوں میں زنانہ شلواریں قمیضیں۔ نفیس پرنٹڈ دوپٹے اعلیٰ اور خوشنما رنگوں اور ڈیزائنوں میں چوڑیاں۔ پرس و بیگ۔ بچوں کے لیے خوبصورت شلواریں، قمیضیں و حیدرآبادی سوٹ: خوبصورت شوپیسز۔ ڈیکوریشن پیسز: بچوں و بڑوں کے لیے اعلیٰ اور معیاری کرتے پاجامے۔ بچوں کے اعلیٰ کوالٹی نیکریں۔ نوجوانوں کے لیے جینز کی پتلونیں: اور WRANGLER کے سوٹ: زنانہ و مردانہ گھڑیوں کے علاوہ اور بہت سی دیدہ زیب اشیاء جو دکان پر تشریف لا کر ہی ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں: شکریہ۔

آپ کے تعاون کے متمنی

پک اینڈ پے شاپنگ سنٹر کالج روڈ ربوہ

ارشاداتِ حضور ایدہ اللہ" (بقیہ صفحہ اوّل)

پر اللہ کے احسانات یاد آتے ہیں اور جو پانی پینے کی مادی لذت میں نے بتائی ہے وہ اس روحانی لذت کے مقابل پر کچھ بھی نہیں رہتی جو مومن کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ پانی سے جسم کی پیاس بجھاتا ہے تو اس کی روح کی پیاس بھی ساتھ بجھ رہی ہوتی ہے وہ کہتا ہے شکر ہے خدا کو دوبارہ یاد کرنے کا موقع میسر آ گیا۔ اگر میں دو تین رمضان اسی طرح گزر جاتا تو پانی پینا اپنا حق سمجھ لیتا۔ خیال بھی نہ آتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پھر ہر گھونٹ پر خدا کی نعمتیں یاد آتی ہیں۔ اس کے احسانوں کا تصور دل کو مغلوب کر لیتا ہے اور روح اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔

پس رمضان شریف کے بے انتہاء فوائد ہیں۔ آپ سر جھکاتے ہوئے اس رمضان سے گزریں۔ اپنی روح کو بھی اور اپنے جسم کو بھی خدا کے حضور پیش کر دیں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل نازل ہوتے ہیں۔"

(الفضل ۲۵ جون ۱۹۸۳ء صفحہ ۶)

الفضل کی اشاعت پندرہ۔ بیس ہزار تک پہنچائیے!

چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے

امام ہمام ایدہ اللہ نے "الفضل" کی اشاعت ۱۵-۲۰ ہزار تک بڑھا دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تمام عہدیداروں کو یہ ارشاد پورا کرنے کے لئے دن رات مستعد ہو جانا چاہیئے۔ اب چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے۔ تمام عہدیداران جماعت "الفضل" سے تعاون کریں۔ آپ کے تعاون سے ہی یہ مرحلہ سر ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر سکیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

خط و کتابت کرتے وقت پرچہ نمبر کا حوالہ ضرور دیں:

لطیف موٹرز

نئی و پرانی کاروں کی خرید و فروخت کیلئے

ہماری خدمات حاصل کریں

لطیف موٹرز ۲۴۔ میکلوڈ روڈ لاہور

فون دفتر ۵۵۹۴۴ - میاں عبداللطیف

گھر:- ۳۳۰۶۹۳

کھیلوں کا سامان

● فٹبال ● والی بال ● ہاکیاں ● بیٹ
● پیڈ ● کیرم بورڈ ● ٹیبل ٹینس ریکٹ
● بیڈمنٹن ریکٹ وغیرہ دستیاب ہیں۔

شاہد شاپنگ سنٹر

الفضل مارکیٹ گول بازار ربوہ

(دکان صبح ۹ بجے سے رات ۹ بجے تک کھلی رہتی ہے)